مولانا سعید مجتبیٰ سعیدی ابن صاحبِ تذکرہ

یادرفتگاں

حضرت مولانا ابوسعید عبدالعزیز سعیدی مرحوم

(آف منکیرہ)

مولانا موصوف جماعت اہل حدیث کے بلند پایہ عالم دین، صالح الاعمال اور بہترین اخلاق وعادات کے مالک تھے۔ یہ شیخ زمان حضرت مولانا ابوسعید شرف الدین محدث دہلوی رح کے آخر شاگردوں میں سے تھے۔ والد گرامی کا نام میاں دین محمد تھا، جنہوں نے اس خاندان میں سب سے پہلے مسلکِ حق اہلحدیث قبول کیا، بڑے پاکباز، نیک طینت اور متقی تھے۔ اگرچہ خود تعلیم یافتہ نہ تھے، تاہم علماء کے وعظ وارشاد کو بڑی توجہ سے سنتے۔ حتیٰ کہ جو مسئلہ باحوالہ بیان کیا جاتا، آپ وہ حوالہ بھی یاد رکھتے تھے۔ اس طرح جب کبھی کسی مسئلہ پر بات چلتی تو فرما دیا کرتے کہ یہ مسئلہ فلاں عالم نے فلاں مقام پر تقریر کرتے ہوئے یوں بیان فرمایا اور فلاں کتاب کا حوالہ دیا۔

۱۹۳۵ء میں ان کی وفات ہوئی۔

ولادت:

مولانا سعیدی کی اپنی تحریر کے مطابق ولادت ۷، اپریل ۱۹۱۹ء کو ہوئی۔ جب کہ والدِ گرامی چک ۹۹/۱۰-R نزد جہانیاں منڈی ضلع ملتان میں رہائش پذیر تھے۔ توحید وسنت کے ماحول میں آنکھیں کھولیں اور پروان چڑھے، جس کا اثر تھا کہ آپ مسلکِ اہلحدیث کے شیدائی اور پورے طور پر اس کے عامل اور مبلغ تھے۔

ابتدائی تعلیم:

۱۹۳۰ء میں پرائمری کر لی تھی۔ پھر قریبی چک ۱۱۲ میں ایک بزرگ مولانا سید محمد صالح

(جو کہ سید محمد شریف گھڑیالوی کے بھتیجے تھے) سے قرآنِ کریم کا کچھ حصّہ، کریما اور صرف بہائی وغیرہ پڑھیں۔

۱۹۳۲ء میں بھینی سدھواں تحصیل ترنتارن ضلع امرتسر میں حضرت مولانا عطاء اللہ شہید (جنہوں نے ۱۹۴۷ء کے ہنگاموں میں سکھوں کے ہاتھوں جامِ شہادت نوش کیا) کے "مدرسہ محمدیہ" میں چلے گئے۔ وہاں دو سال تک تعلیم حاصل کی۔ اس دوران ابتدائی صرف و نحو اور بلوغ المرام پڑھ لیں۔ یہیں مشکوٰۃ شریف شروع کی۔ ۱۹۳۷ء میں رمضان کے بعد موضع لکھو کے ضلع فیروزپور چلے گئے، جہاں کا مدرسہ صرف، نحو اور معقولات کا بہترین مدرسہ شمار ہوتا تھا۔ مولانا عطاء اللہ لکھوی مرحوم سے ابواب الصرف، فصولِ اکبری، شافیہ، شرح مائۃ عامل، ہدایت النحو اور مشکوٰۃ المصابیح پڑھیں۔ ۱۹۳۹ء میں موضع میر محمد نزد راجہ جنگ ضلع قصور تشریف لے گئے، وہاں عبدالحق سنگھانوالوی و فیروزپوری شہید (۱۹۴۷ء) رحمہ اللہ تعالیٰ سے درس لیا۔ اسی دوران اپنے والد کے ہمراہ چک ۱۱۲ ۱۲ متصل جہانیاں منڈی (ملتان) میں رہائش پذیر ہوئے۔ اسی سال ملتان کے شہرہ آفاق محدّث حضرت مولانا عبدالحق محدّث ملتانی، تلمیذ حضرت میاں سید نذیر حسین محدّث دہلوی کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کیا اور ترجمۃ القرآن الکریم کے علاوہ کافیہ، شرح جامی اور ابنِ ماجہ وغیرہ اسباق پڑھے۔

مولانا شمس الحق محدّث ملتانی (حال شیخ الحدیث مدرسہ رحمانیہ ملتان) ان دنوں مولانا عبدالحق ملتانی سے صحیح بخاری اور ہدایہ کا درس لیتے تھے اور مولانا شرف الحق ملتانی مرحوم مولانا سعیدی کے ہم درس تھے۔ انہی دنوں حضرت مولانا محمد شریف گھڑیالوی امیر جمعیۃ اہلحدیث پنجاب چک ۱۲/۱۱۲ (جہانیاں منڈی) کے مشورہ پر بھوئے آصل ضلع قصور چلے گئے۔ وہاں "شمس الہدیٰ" کے نام سے ایک مدرسہ تھا اور حضرت مولانا ابو سلمان عبدالرحمٰن انصاری بھوجیانی (جو جناب محمد ابراہیم انصاری بھوجیانی آف گوجرانوالہ کے بڑے بھائی تھے) مسندِ تدریس پر فائز تھے۔ موصوف بے حد خلیق، شیریں گفتار، اور حدیث و تفسیر کے اچھے مدرس تھے۔ لیکن مولانا عبدالرحمٰن ۱۹۳۶ء کے ذوالقعدہ میں حج کے لیے روانہ ہو گئے۔ اسی سال مجلسِ احرار پنجاب کا ایک وفد سلطان ابنِ سعود کی خدمت میں اس غرض سے گیا کہ سعودی حکومت کا امریکن کمپنی کے ساتھ تیل کا جو معاہدہ ہوا ہے، اس کی مخالفت کی جائے۔ علمائے اہل حدیث ہند کی طرف سے حضرت مولانا حافظ عبداللہ روپڑی، مولانا محمد اشرف سندھو، مولانا عبدالخالق

آف پتوکی اور حضرت مولانا عبدالرحمٰن بھوجیانی بھی وفد میں شریک تھے۔ سلطان کے ہاں اس وفد کی خوب پذیرائی اور مدارات ہوئی۔ ہفت روزہ "تنظیم اہلحدیث" نے سعودی مملکت کے حالات پر مشتمل "حجاز نمبر" بھی شائع کیا۔

مولانا عبدالرحمٰن مرحوم حج سے فارغ ہو کر محرم میں وطن واپس پہنچے تو پڑھائی شروع ہوئی، اس وقت سنن النسائی، صحیح مسلم، سنن ابی داؤد، شرح الجامی اور سراجی زیرِ درس تھیں۔ دورانِ سال حضرت مولانا کی آواز بیٹھ گئی، اور پھر بند ہو گئی۔ سانس آتا تھا مگر بول نہ سکتے تھے، تاآنکہ اسی مرض میں انتقال کر گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ!

۱۹۳۷ء میں مدرسہ غزنویہ امرتسر (مولانا سید محمد داؤد غزنوی کے زیرِ اہتمام) چلے گئے۔ وہاں کے قابلِ ذکر اساتذہ میں مولانا نیک محمد شیخ الحدیث، مولانا محمد حسین شیخ التفسیر اور شیخ العلوم الآلیہ مولانا ابوالحسنات محمد عبداللہ بھوجیانی شہید (۱۹۴۷ء) تھے۔ حضرت مولانا نیک محمد سے جامع الترمذی، مولانا محمد حسین سے ترجمۃ القرآن اور شرح جامی اور مولانا بھوجیانی سے شرح تہذیب، قطبی، میر قطبی، سبع المعلقات، مقاماتِ حریری، دیوان الحماسہ کی تعلیم حاصل کی۔

شوال ۱۹۴۷ء میں حضرت مولانا عبدالحق محدث ملتانی اور مولانا عبدالتواب محدث ملتانی (ت ۱۹۴۷ء)———— دونوں بزرگوں کے سفارشی خط بخدمتِ زماں حضرت مولانا ابوسعید شرف الدین محدث دہلوی کے نام لے کر شوال کے پہلے عشرہ میں مدرسہ عربیہ سعیدیہ دہلی پہنچ گئے۔ لکھتے ہیں کہ:

"مولانا دہلوی درس دے رہے تھے، میں نے خط دیئے تو مولانا بے حد خوش ہوئے۔ کیونکہ آپ مولانا عبدالحق محدث ملتانی کے شاگرد تھے۔ چنانچہ مدرسہ میں داخل کر لیا گیا۔

ترجمۃ البخاری، سنن ابی داؤد، جامع ترمذی اور ادب میں متنبی، یہ اسباق شروع کئے۔ مدرسہ میں میرے ہمدرس احباب میں مولانا حبیب اللہ بستوی اور حضرت مولانا حافظ عبداللہ بھوجیانی مرحوم (مولانا محمد عطاء اللہ صاحب حنیف مدظلہ العالی، صاحب المکتبۃ السلفیہ و مدیر "الاعتصام" کے بڑے بھائی) تھے۔ یہ سال بہت عمدہ گزرا۔"

مولانا سعیدی فرمایا کرتے تھے کہ "مولانا محمد شرف الدین کی نوازشات عاجز پر بہت زیادہ تھیں۔ بلکہ یہ کہنا بیجا نہ ہوگا کہ مدرسہ کے تمام طلبہ میں میرا مقام مولانا کی نظر میں امتیازی تھا۔"

اس سال صحیح بخاری، سُنن ابی داؤد اور جامع ترمذی کی ایک ایک جلد پڑھی جا سکی۔ صرف صحیح مسلم مکمل ہوئی۔ دوسرے سال کے ہمدرس ساتھیوں میں مولانا علی محمد صاحب سعیدی (حال مہتمم جامعہ سعیدیہ خانیوال) اور مولانا عزیز الرحمٰن صاحب چھٹہ (حال خطیب بستی چھٹہ ضلع ملتان) زیادہ معروف ہیں۔ اس سال کتب باقیہ کے علاوہ حجۃ اللہ البالغہ کا درس لیا۔ یہ ۱۹۳۶ء کا زمانہ تھا اور اس سال سندِ فراغت حاصل کر کے اپنے وطن واپس لوٹے۔

"سعیدی" کی وجہ تسمیہ:

چونکہ آپ نے اپنی دینی تعلیم کی تکمیل "مدرسہ عربیہ سعیدیہ" میں کی تھی۔ مدرسہ کی نسبت سے آپ سعیدی کہلوائے۔ اور اب ہم لوگ یعنی مرحوم کی اولاد بھی سعیدی انتساب کو ہی پسند کرتی ہے۔

خصوصی تعلق:

والدیم مرحوم فرمایا کرتے تھے کہ "جس سال ہم نے سندِ فراغت حاصل کی تو مولانا شرف الدین محدث دہلوی نے فرمایا، "عبدالعزیز، تم مزید ایک سال یہاں رہ کر پڑھ لو۔" مگر گھریلو مجبوریوں کی وجہ سے میں وقت نہ نکال سکا۔ جب فارغ التحصیل طلباء کو سندات تقسیم کی گئیں، تو فرمایا کہ تمہیں ابھی سند نہیں ملے گی اور میں بغیر سند لیے وطن چلا آیا۔ بعد میں جب اُستاذِ مکرمؒ چندہ کے سلسلے میں پنجاب آئے تو لوہے کی ایک مضبوط نالی بنوا کر اس میں سند محفوظ کر کے لائے اور مجھے سند عطا فرمائی۔"

ایک بار آپ اپنے اُستاذِ محترم سے ملاقات کے لیے دہلی گئے اور چند روز قیام کے بعد جب واپسی کا ارادہ ہوا تو اُستاذِ محترم نے فرمایا، میاں ٹھہرو، پھر کتب خانہ میں جا کر چاقو سے ایک کتاب کی جلد توڑ کر کتاب "حصن حصین" اپنے شاگرد کو ہدیہ دیا۔ یہ کتاب آج بھی ہماری لائبریری میں موجود ہے۔

اسی طرح جب ۱۹۴۸ء میں حضرت دہلویؒ ہندوستان سے ہجرت کر کے پاکستان تشریف لے آئے، ۴ر فروری کو اپنے عزیز شاگرد کے غریب خانہ پر چک ۵۵ نزد رحیم یارخاں آئے اور چھ ماہ تک وہیں رونق افروز رہے۔

مولانا لکھتے ہیں کہ یہ زمانہ میرا انتہائی تنگدستی اور فقر کا زمانہ تھا۔ لیکن حضرت شیخ الحدیث کی تشریف آوری کے بعد فقر و فاقہ دور ہو گیا اور چھ ماہ بعد حضرت شیخ الحدیث، سندھ میں گوٹھ پیر آف جھنڈا تشریف لے گئے۔ وہاں سے منڈی تاندلیانوالہ، پھر کراچی، پھر تقویۃ الاسلام غزنویہ لاہور میں قیام فرمایا۔ تا آنکہ ۱۹۶۱ء میں راہگرائے عالمِ بقا ہو گئے۔
اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَہٗ وَاَدْخِلْہُ فِیْ عِبَادِكَ الصَّالِحِیْنَ!

علمی و تحقیقی ذوق:

مرحوم کا علمی ذوق بلند اور اسلامی اور دینی موضوعات پر مطالعہ بہت وسیع تھا۔ جو کتاب بھی ہوتی، اسے اول تا آخر پڑھتے۔ دورانِ مطالعہ چیدہ چیدہ مقامات پر نوٹ لکھتے جاتے۔ اسی علمی ذوق کی بناء پر علماء اہل حدیث میں نیک شہرت کے حامل تھے۔ اللہ کریم نے آپ کو قرآنِ کریم اور حدیثِ نبوی کے علوم کا وافر حصہ عطا فرمایا تھا۔ آپ کو کتبِ حدیث کے مطالعہ کا جنون کی حد تک شوق تھا۔ تقریراً و تحریراً جو کچھ فرماتے، اس میں تحقیق و تنقید کا عنصر نمایاں ہوتا۔ آپ کی زیرِ مطالعہ ایک کتاب کو دیکھ کر مولانا محمد صادق صاحب خلیل نے فرمایا کہ ہمیں آپ کی لائبریری میں موجود کتابوں کے بالاستیعاب مطالعہ کی بجائے آپ کے لگائے ہوئے نوٹس دیکھ لینا کافی ہے۔

مکتبہ سعیدیہ:

اسی علمی ذوق کی بناء پر آپ نے ورثہ میں ہزاروں کتابوں پر مشتمل ایک عظیم لائبریری چھوڑی ہے، جو "مکتبہ سعیدیہ" کے نام سے معروف ہے۔ اس مکتبہ میں قرآنِ کریم کے مختلف نسخے، مختلف عربی اردو تفاسیر، انگریزی، فارسی، اردو تراجم، کتبِ حدیث کا وسیع ذخیرہ اور ان کی عربی شروح، حواشی اور اردو تراجم، اصولِ تفسیر و حدیث، فقہ و اصولِ فقہ، عربی اور فارسی ادب، منطق، فلسفہ، معانی، بیان، تاریخ، علمِ رجال و اسناد، فتاوٰی اور عربی، اردو، فارسی اور انگریزی لغات کے علاوہ تحقیقی رسائل وغیرہ ہزاروں کی تعداد میں کتابیں ہیں۔ آپ کو سیرت النبیؐ سے خاصا لگاؤ تھا۔ اکثر و بیشتر سیرت کی کتابوں کا مطالعہ فرماتے اور دوسروں کو بھی یہی تلقین کرتے۔ اردو اور عربی میں سیرت کی کتابوں کا ایک وسیع ذخیرہ

لائبریری میں موجود ہے۔ اتنی بڑی ذاتی لائبریری بہت کم لوگوں کے پاس ہوتی ہے۔ اور بلا مبالغہ کہا جا سکتا ہے کہ کم از کم پورے ضلع بھکر و میانوالی میں کسی کی ذاتی لائبریری تو درکنار، کسی قومی ادارہ کی بھی اتنی بڑی لائبریری نہیں ہے۔

مسلک اہلحدیث سے شیفتگی اور جماعت اسلامی سے اخراج :

آپ چونکہ مسلکاً اہل حدیث تھے اور اعتقاد رکھتے تھے کہ اس مسلک کے حامل افراد ہی درحقیقت صحیح اسلام پر عمل پیرا ہیں، لہٰذا آپ مسلک کی اشاعت فرماتے رہتے، مسلک سے آپ کی محبت قابلِ قدر اور قابلِ رشک تھی۔ آپ کا علاقہ اگرچہ جہالت و بدعت و شرک کا مرکز ہے، لیکن اکیلے ہونے کے باوجود یہاں بھی توحید و اتباعِ سنت کی شمع روشن کئے رہے۔ ہمیشہ کتاب و سنت کی عام اشاعت اور ملک میں اسلامی نظام کے نفاذ کے لیے کوشاں رہے۔ اور یہی جذبہ کھینچ کر آپ کو جماعتِ اسلامی میں لے آیا۔ آپ نے دن رات ایک کر کے نفاذِ اسلام کے لیے کام کیا لیکن بعض دوسرے احبابِ جماعت کی طرح جماعت اسلامی کی رکنیت آپ کے مذہبی و مسلکی جذبہ کو متاثر نہ کر سکی۔ اور مسلک اہلِ حدیث سے محبت کے جرم میں آپ کو جماعت اسلامی سے نکال دیا گیا، کہ آپ نے جماعت اہل حدیث کے ایک اجتماع کو جماعت اسلامی کے اجتماع پر کیوں ترجیح دی؟ —— اس وقت کے کوثر اور تسنیم وغیرہ اخبارات اس واقعہ کے گواہ ہیں!

ذریعۂ معاش :

آپ ایک قابل و حاذق تجربہ کار طبیب تھے۔ عام طور پر یونانی طریق سے علاج فرماتے۔ سعیدی دواخانہ کے نام سے منکیرہ میں ایک مطب تھا۔ علم و ادب کے علاوہ حکمت میں بھی آپ کو کافی شہرت اور کمال حاصل تھا اور لوگ دُور دراز سے علاج معالجہ کے لیے حاضرِ خدمت ہو کر باذن اللہ شفایاب ہوتے۔

سفرِ حج پر روانگی :

سنہ ۱۹۴۴ء سے سنہ ۱۹۵۴ء تک چک ۵۵ رحیم یار خاں میں رہائش پذیر رہے۔ اپنے

حصہ کی زمین فروخت کر کے حجِ بیت اللہ کی درخواست مع اہلیہ اور دونوں بیٹوں کے لیے دی، جو منظور ہو گئی۔ اس سفر میں آپ کے ہمراہ مزید پندرہ افراد تھے۔

عالی سند کا حصول :

اس سفر میں آپ کو مدینہ منورہ میں اکیس (۲۱) روز قیام کا موقعہ مل گیا۔ ان دنوں وہاں شیخ الحدیث مولانا محمد علی لکھوی بن مولانا محی الدین لکھوی بن حافظ محمد لکھوی رحمہم اللہ (صاحبِ احوال الآخرت و تفسیرِ محمدی پنجابی منظوم) تشریف رکھتے تھے۔ محدثین کے نزدیک حدیث کی سند کا حاصل کرنا متوارث چلا آرہا ہے اور کوشش ہوتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک حتی الامکان کم از کم واسطے ہوں، اسے عالی سند کہا جاتا ہے۔ آپ نے مولانا محمد علی مرحوم سے سندِ حدیث حاصل کی۔ یہ سند امام شوکانیؒ صاحبِ نیل الاوطار کے واسطے سے ہے۔ (جاری ہے)

شعر و ادب — جناب فضل آسو پڑی

اپنا مزاجِ عجز کے سانچے میں ڈھال دے!

دل سے نمود و فخر و رعونت نکال دے
اپنا مزاج عجز کے سانچے میں ڈھال دے

ایسا نہ ہو کہ تجھ پہ کبھی انگلیاں اٹھیں
موقع نہ دوسروں کو کبھی خوش خصال دے

یہ دور، دورِ فتنہ ہے لازم ہے احتیاط
ہیں جتنی لا اُبالیاں دل سے نکال دے

کر اپنا رازِ دل نہ کسی پر بھی آشکار
باتیں ادھر ادھر کی بنا کر ہی ٹال دے

ہمدردیوں میں غیر کی آنا نہ زینہار
ممکن ہے وُہ تیری پگڑی اچھال دے

پروا نہ کر کبھی تو نشیب و فراز کی
دل کا غبار لوگوں سے کہہ کے نکال دے

دشمن کو مت سمجھ کبھی کمزور و ناتواں
محتاط رہ، مبادا مصیبت میں ڈال دے

البتہ پہل اپنی طرف سے کبھی نہ کر!
ہو جائے گر مقابلہ کس بل نکال دے

فضلِ حزیں ہے کس لیے تو محوِ رنج و غم
یہ کائنات اور کسی کو سنبھال دے